رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے ۔ اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

ہفتہ میں دوبار قادیان سے شائع ہوتا ہے

قیمت پیشگی ہندوستان سے ۴ ر ۱۰ /

چندہ ممالک غیر سے سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۵ | ۲۵ ۔ اگست ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۵ ۔ ذیقعدہ ۱۳۳۵ ہجری ۔ | نمبر ۱۶

مدینۃ المسیح

۱۴ اگست کے بعد سے آج ۲۴ اگست تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو اگرچہ پہلے کی نسبت کسی قدر آرام رہا اور نمازیں حضور ہی پڑھاتے رہے۔ نیز دو نکاح بھی پڑھائے ۔ لیکن کمزوری کے علاوہ حرارت ابھی تک باقی ہے اور چونکہ حضور عنقریب تبدیل آب و ہوا کی خاطر کچھ دنوں کے لئے کسی سرد مقام پر تشریف لیجانے والے ہیں اس لئے خطبہ جمعہ باوجود حرارت کے قریباً ایک گھنٹہ خود ہی پڑھا اور اپنی جماعت کو اتفاق و اتحاد اور تقویٰ حاصل کرنیکی تلقین کی احباب حضور کی صحت کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔

ہفتہ گذشتہ میں مندرجہ ذیل مہمان تشریف لائے۔
شیخ عبدالستار صاحب صدر رفاہ نگوٹے بہاولپور سے مولوی رسول بخش صاحب سب اوور سیر ملیسی ضلع ملتان سے مولوی ...

اخبار احمدیہ

مونگیر میں تبلیغ اور سرکار کی فتح کیلئے دعا

جناب سید امداد حسین صاحب احمدی مونگیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک سال کے بعد جناب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب اپنے وطن مونگیر میں آئے ۔ ان کے آنے پر مخالفین کو خطرہ پڑ گیا ۔ اور انھوں نے روک تھام شروع کر دی ہے ۔ اگست کو ٹاؤن ہال مونگیر میں جنگ یورپ کی سالگرہ کے موقع پر حکیم صاحب کو تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ آپ نے تقریر کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کے لئے دعا کرائی ٹاؤن ہال کے جلسہ میں معزز ہندو مسلمان سو سوا افسر وکلاء ۔ بیرسٹر ۔ راجہ ۔ اسکول و کالج کے ماسٹر اور پروفیسر شامل تھے ۔ صدر جلسہ کلکٹر صاحب پرشاد سنگھ بہادر تھے۔

اسی شب کو محلہ دلاور پور میں احمدیوں کا جلسہ ہوا ۔ جس میں حکیم صاحب نے مسئلہ نبوت پر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی ۔ دوران تقریر میں دہریوں ۔ عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا مسلمانوں کو بھی معقولی و منقولی دلائل سے حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے کے لئے قائل کیا گیا زیادہ وقت ہو جانے کی وجہ سے لیکچر ختم نہ ہو سکا اس لئے بقیہ لیکچر دوسرے دن ہوا جس میں جنگ کا ذکر کرتے ہوئے سرکار کی کامیابی کے لئے دعا پر تقریر کو ختم کیا گیا ۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے متعلق تلقین پائی گئی۔

مخالف مولویوں نے لوگوں کو احمدیوں کے جلسہ سے روکنے کے لئے سامنے ہی اسی وقت جلسہ کیا ۔ اور لوگوں کو شیرینی تقسیم کرنے کی ترغیب سے بھی بلایا گیا ۔ مگر

غیر احمدی ہمارے جلسہ میں آئے۔

دوسرے دن پریزیڈنٹ جناب سید نادرت حسین صاحب تھے۔ اعلان کیا گیا کہ تقریر پر جن صاحب کو اعتراض ہوں وہ اعتراض کریں۔ مگر کوئی مقابلہ کے لئے نہ آیا

رائے پور میں تبلیغ

برادر محمد حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ظفروال سے لکھتے ہیں کہ ظفروال کے مباحثہ سے واپسی کے وقت جناب میر قاسم علی صاحب و مولوی عبیداللہ صاحب رائے پور میں تشریف لے گئے۔ وہاں وعظ فرمایا لوگوں پر عمدہ اثر ہوا۔ کچھ مرد و عورتوں نے بیعت بھی کی۔ خدا استقامت دے۔

ولادت

ڈاکٹر محمد شفاق صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ کیکلی فارم معمار کے ہاں ۷۔ اگست کو لڑکا پیدا ہوا۔ احباب مولود کے لئے دعا فرمائیں۔ ہمارے دوست جناب مولوی عبد المغنی خانصاحب معلم سائنس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہاں ۱۱۔ اگست کو لڑکی متولد ہوئی۔ خداوند کریم مبارک کرے۔

میرے لئے دعا کیجائے

میں ہر ایک احمدی بھائی اور بہن سے دست بستہ عرض پیرا ہوں کہ میرے انجام بخیر ہونیکے لئے ضرور دعا فرماویں۔ کیونکہ مجھے سید محمد احسن صاحب ساکن امروہہ کی حالت دیکھ کر بہت عبرت ہوئی ہے اور میں نے خیال کیا ہے کہ اصلی چیز انجام بخیر ہونا ہے۔ آہ! وہ محمد احسن جو قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت کیا کرتا تھا آج اسی بگڑیہ خدا کی جنگ پر آمادہ ہو بہت عبرت کا مقام ہے۔ ہر احمدی ایسی حالت سے بچنے کے لئے دعا فرماتے (خاکسار مشتاق احمد لکھنوی)

درخواست دعا

قاضی محمد یوسف صاحب سیالکوٹ سے برادر مولا بخش صاحب کے بخار میں مبتلا ہونے کی اطلاع دیتے ہیں۔ نیز میرزا مہتاب بیگ صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ ان کے جوڑوں میں درد شروع ہو گیا ہے احباب ان دونوں بھائیوں کے لئے بھی دعائے صحت فرمائیں۔

بمبئی میں تبلیغ

درس قرآن سے لوگوں کی دلچسپی

ایک شخص حلقہ احمدیت میں

لوگوں کی مخالفانہ کوششیں

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

۱۴۔ اگست کی چٹھی رات کو درس حسب اعلان ساڑھے نو بجے کے قریب شروع ہوا۔ باوجودیکہ عشاء کی نماز پڑھ کر لوگوں کو آنا تھا۔ اور بمبئی کے مختلف حصوں سے آنا ہوتا ہے۔ لیکن آج بھی حاضری گذشتہ رات سے کم نہ تھی۔ بعض نئے آدمی بھی آئے۔ اور بعض اعلیٰ طبقہ کے لوگ بھی تھے۔ مگر وہ اندر کمرہ میں نہیں آئے۔ باہر اپنی گاڑی پر آخر وقت تک موجود رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مخالفت پھیلانے کا کام بھی شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ بعض آدمی جلسہ درس کے آغاز سے پیشتر اندر آ کر بیٹھے تھے۔ ایک دو آدمی آئے اور اُن کو اُٹھا کر لے گئے۔ کہ یہاں مت بیٹھو۔ اگر ایسی کوشش شروع ہو گئی ہے جیسا کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے تو آج کی کامیابی بہت شاندار تھی۔ الحمد للہ کیونکہ آج حلقہ درس میں زیادہ تعداد ہی نہ تھی بلکہ کچھ اعلیٰ طبقے کے لوگ بھی تھے۔ قرآن مجید کا درس آج سورۃ بقرہ سے شروع ہوا۔ خدا کے فضل سے میر صاحب نے حقائق و معارف کے بیان کرنے کے لئے خاص توفیق پائی۔ لوگ بہت محظوظ ہوئے اگر جو اجہ شاہی الفاظ میں کامیابی کا معیار صرف دست بوسی ہے تو وہ تو کئی دن سے شروع ہو چکی ہے بعض لوگ درس کے نوٹ بھی لکھنے لگے ہیں۔ اور اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔

شہر میں "قرآن مجید کے ترجمہ کا سکول کھلا ہے" کے نام سے یہ جگہ مشہور ہو رہی ہے۔ آج بعض آدمیوں نے اسی حیثیت سے آ کر دریافت کیا۔

سیٹھ عبداللہ بھائی سارا دن یہاں ہی رہے۔ وہ ایک گجراتی لیکر آئے ہیں۔ جو بمبئی میں شائع کیا جاویگا۔ سارا دن برابر اس کی تحریر و اصلاح میں مصروف رہے۔ اور آج اس کے چھپوانے کے لئے گئے ہیں۔ بہت ہی مستعد اور تبلیغ کے لئے خاص جوش رکھنے والا انسان ہے دیکھ کر رشک آتا ہے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اسے برکات پر برکات دے اور ہمیں بھی اسی قسم کا جوش دے۔ آمین۔

اشتہار چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ حضرت امیر قافلہ نے ایک تبلیغی ٹریکٹ لکھنا شروع کر دیا ہے جو یہاں ہی چھپوا کر شائع کیا جاویگا۔ ملاقات کے لئے چٹھی لکھی جا چکی ہے آج پریس میں انشاء اللہ چلی جاویگی۔ اخراجات طباعت یہاں بہت زیادہ ہیں۔ میر صاحب بھی ایک ٹریکٹ لکھ رہے ہیں۔

۱۵۔ اگست کی چٹھی درس کا سلسلہ جاری ہے اور شرکاء درس کا حلقہ الحمد للہ وسیع ہو رہا ہے اور لوگ پسند کرتے ہیں جو درس کے بعد بھی اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ لیکن چونکہ رات زیادہ چلی جاتی ہے اس لئے مجبوراً بند کرنا پڑتا ہے۔ روزانہ قریباً ایک بجے تک جاگنا ہوتا ہے۔ دن بھر بھی اِکے دُکے لوگ آتے رہتے ہیں۔ (۱) مکان پر آ کر استفسار کرنیوالوں کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع نہیں ہوا تاہم کوئی نہ کوئی آتا رہتا ہے۔ کل عیسائی بھی آ کر دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اس جمعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر بعثت پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تقریر انجمن ضیاء الاسلام میں ہوگی۔ اور اسی مضمون پر مباحثہ بھی ہوگا۔ (۲) ایک نوجوان کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ الٰہی سلسلہ میں داخل ہو۔

۱۶ اگست کی چٹھی ۱۔ رات کے درس میں اس کثرت سے لوگ آئے کہ ہمارے مکان میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ ایک بڑا کمرہ مخصوص کیا گیا تھا مگر اس کے پہلو کا کمرہ بھی لوگوں سے بھر گیا۔ اور حاضری دو سو کے قریب ہوگی۔ جس مکان میں ہماری رہائش ہے اس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

شارع عام

ڈیوڑھی	کمرہ مخصوص درس	برآمدہ	کمرہ حضرت امیر قافلہ و علماء
	پہلو کا کمرہ		

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان ۲۵-اگست ۱۹۳۱ء

ظفر علی خاں نئے روپ میں

(۱)

مسٹر سے مولوی ظفر علی خاں

ہم مسٹر ظفر علی خاں صاحب سابق ایڈیٹر زمیندار کو اس وقت سے جانتے ہیں جب آپ نے مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی گود میں بیٹھ کر نقاش بن خدا کے فرستادہ مسیح موعود پر زبان استہزاء و دشنام دراز کر کے اپنے نامۂ اعمال پر پہلا سیاہ نقش کھینچا تھا۔ اس کے بعد مسٹر موصوف نے جو جو رنگ بدلے جس طرح دریائے ٹیمز کے کنارہ کی سیر کرنے کا سامان کر لیا اور جس طرح ملک شام میں کسی نوآبادی کا سبز باغ دکھا کر جنت کے خواہاں غریب مسلمانوں کے روپیہ پر قبضہ کیا۔ پھر جس طرح ترکی سلطنت کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے والے کوتاہ اندیش بہروپ بھرنے میں مشاق ”انور“ کے تتبع میں مسلمانوں کے اندر زہریلی سیاست کے خیالات پھیلا ہندوستان کے مسلمانوں کی کمزور ناؤ کو گرداب ہلاکت میں ڈالنے کی نامسعود کوششیں کیں اور جس طرح اب وہ اپنی ہفتخوان اسفندیار طے کر کے دکسی رستم سے زور آزمائی کرنے کی ٹھانی، ستارۂ صبح کی ادارت پر سیاسیات سے الگ ہو اور مسٹر سے مولوی ظفر علی خاں بن کر آ بیٹھنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمارے سامنے ایک کھلے صحیفہ کی طرح ہے مگر ہمیں اس وقت مسٹر موصوف کی زندگی کے مختلف سین دکھانا مقصود نہیں (یہ کام ہمعصر فاروق نے اکمل طور پر کر دیا ہے)۔ ہمیں تو صرف یہ بتانا ہے کہ مسٹر ظفر علی خاں نے جو سیاہ نقش اپنے نامۂ اعمال پر نقاش بنکر کیا تھا اُسے مٹانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اب مولوی ظفر علیخاں ہو کر اور ستارہ صبح کی کرسی ادارت پر بیٹھ کاغذ کی سفید جگہ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ امام و پیشرو کے خلاف زبان تمسخر و استہزاء دراز کر کے سیاہ کرنا شروع کر دیا ہے

دیر گیر و سخت گیر د مر ترا

خداوند کریم کی یہ قدیم سنت ہے اور اس سنت کو قرآن حکیم نے مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے کہ خاصانِ خدا سے ایک وقت اُن کے اعداء استہزاء کرتے ہیں اُن کی بات پر تمسخر اُڑاتے ہیں اور سابقہ امم کے عبرت انگیز واقعات سے سبق حاصل کرنے کی بجائے ان کا نام اساطیر الاولین رکھتے ہیں نبی کی جماعت کو کمزور دیکھ کر سفہاء کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اُن کو مفلس پاکر خداوند تعالےٰ کے ہاتھ کو مغلول، کہہ اُٹھتے ہیں۔ مگر غیب کا جاننے والا خدا جو اُن کے انجام سے واقف اور اُن کے پیمانہ کے بتدریج لبریز ہونے اور کشتی کے آہستہ آہستہ بھر کر ڈوبنے کا منظر آنے والے مستقبل میں علم غیب کی آنکھ سے دیکھتا ہے اپنے رسول کی زبان سے قبل از وقت ان غافل لوگوں کو اطلاع دیتا اور فرماتا ہے۔

اللّٰہ یستھزی بھم و یمدھم فی طغیٰنھم یعمھون

پس دانا ہے وہ جو پہلوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرتا ہے عقلمند ہے وہ جو وقت پر سنبھل جاتا ہے مگر نادان ہے وہ جو شوخی میں ترقی کرتا ہے اور بھول جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ایک وقت تک ڈھیل دیتے ہیں مگر پھر پکڑتے اور سخت پکڑتے ہیں۔ ان بطش ربک لشدید

اُن کو قرآن کریم سے کیا سروکار

یہ تو ہے قرآن کریم کا فلسفہ اور یہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو باوجود اختلاف عقائد خدا کے وعید سے ڈرتے۔ اور شوخی سے باز رہتے ہیں۔ لیکن کانن ڈائل کے شاگردوں جعفر زٹلی کے ہم نواؤں میتر ینی اور مسز بیسنٹ کے پیرؤں کو قرآن پاک سے کیا سروکار شاید ہمارے دیرینہ کرمفرما عالیجناب مسٹر ظفر علی خانصاحب اعاذنا اللّٰہ من شرورھم کی نظروں میں جناب باری کا یہ قول بہ تتبع فرقہ (باطنیہ سبایہ) اسمعیلہ کوئی اور معنی رکھتا ہو“

ظفر علی خاں کو کتا کاٹ گیا

ہم دیکھتے ہیں کہ ظفر علی خاں کو ناکامیوں کا سامنا ہوا مصائب آئے اُس کی چالیں اُس کے حسب منشاء نہ چل سکیں وہ آزادی سے محروم ہوا۔ اور یہ سب نامۂ اعمال پر پہلا نقش ہونیکے بعد) مگر باایں ہمہ اس نے خدا کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ اگر اپنے اندر فطری تبدیلی کی بھی تو وہ عارضی ثابت ہوئی۔ اور جب موقعہ ملا خوراً محسودوں کی طرح یا جوانا مرگ جواں بخت (ظفر دہلوی کے فرزند) کی مانند آسمانی حکومت سے غداری کر کے دیوانہ وار مقدس قادیان کے خلاف سرحدی جہاد شروع کر دیا! آخرش نتیجہ یہ ہوا کہ جناب ظفر کی اندرونی حالت اور اُن کے جیک کی فرنگی محبت نے کشش کی اور ایک دیوانہ کتا عین اُس حالت میں جب وہ الشعراء یتبعھم الغاوٗن کی مجسم تفسیر ہو رہے تھے ایک بھبک کے ساتھ آیا اور مسٹر موصوف مڑ کر دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اس کتے کے تیز دانت اُن کی ایڑی میں پیوست ہوئے۔“ ڈاکٹر نے اُن کا زخم جلا کر نار دوزخ کی طرف متوجہ کیا اور مشورہ دیا کہ اپنی جگہ چھوڑ کر کسولی چلے جاؤ۔ آپ نے اجازت لی کیونکہ آپ بلا اجازت سرکار نقل و حرکت نہیں کر سکتے ہیں اور کسولی کے شفاخانہ سگ گزیدگان میں پہنچے*!

* یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جسے مسٹر ظفر علی صاحب نے اپنے متعلق اس طرح بیان کیا ہے کہ:۔

”شاعرانہ تخیل کے مزے لیتے لیتے چہل قدمی کے دوران میں ”قافیہ“ ہم نے پلٹ کر جو دیکھا تو ایک بھورے رنگ کا چھوٹا سا کتا نظر آیا۔ جو ہماری طرف بھاگ رہا تھا اور ہمارے گھر میں ایک کتا ہے جس کا نام جیک ہے اس کا رنگ بھی بھورا ہے اور قدوقامت میں بھی اتنا ہی ہے جتنا وہ کتا تھا جو ہمیں تعاقب کناں نظر آیا تھا۔ اس خیال سے کہ ”جیک“ بطریق ملاعبہ دوڑتا ہوا آ رہا ہوگا ہم نے کچھ خیال نہ کیا اور ٹہلنے میں مصروف ہوگئے۔ دفعتہً کتے کی ایک ڈراؤنی سی بھبک کانوں میں پڑی اور مڑ کر جو دیکھا تو بجائے ”جیک“ کے ایک اجنبی کتے کے دانت اپنی ایڑی میں پیوست پائے۔ اس کے منہ سے کف جاری تھا۔ اور اس کی لڑکھڑاتی ہوئی چال اس کی دیوانگی کی کیفیت زبان حال سے بیان کر رہی تھی۔

ہم سے جس طرح بن پڑا ہم نے اپنے آپ کو اس بلائے ناگہانی سے (بقیہ)

آسمان کو چیلنج

اس ناگہانی مصیبت کے وقت اگر ظفر علی خدا پر ایمان رکھتا تو اُسے پہلے آسمان کے ساتھ صلح کرنی چاہیے تھی مگر آسمان کا آدمی آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور زمینی انسان زمین کی طرف جھکتا ہے۔ ظفر کو صلح کا خیال تو آیا (اور یہ مبارک خیال تھا) لیکن وہ محض زمینی حکومت کے ساتھ صلح کا خیال آیا۔ اُس نے کسولی سے ہی گورنمنٹ پنجاب کے سامنے اپنی سابقہ سیاسی روش پر توبہ کا اظہار کیا اور مہربان حکومت نے اُس کی توبہ کو قبول کر کے اُسے اصلاح کا موقعہ دیا۔ مگر آہ اِس خدا فراموش انسان نے کسولی کے شفاخانہ میں بھی مزاح لطیفہ "دہری" کو اپنا شعار بنایا اور کسولی سے واپس آکر اپنے "نئے ستارہ صبح" یا "چراغ سحر" کی روشنی میں ظاہراً صحت کی فجر کے وقت بجائے تحمید و تقدیس باری کا ورد کرنے اور توبہ و استغفار کو حرز جان بنانے کے اُس نے کانگاہ کرم آبادستے اباطیل و اکاذیب کا وہ بے ربط اور انمل بے جوڑ تار و پود بنایا ہے جس سے پڑھنے والے کو صاف نظر آجاتا ہے کہ ظفر علی خاں کذب و نفاق کا "واحد اجارہ دار" ہے۔ مگر ظفر علی خاں کے نئے ستارہ صبح یا چراغ سحر کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی صاف بتا رہی ہے کہ ستارہ یعنی اُس کی بدلی ہوئی روش عارضی ہے وہ کسی آفتاب (خونی مہدی و سیاسی مسیح) کا منتظر ہے۔ جس کی پرستش کا خیال اُسے آسمان سے صلح نہیں کرنے دیتا۔ اور اسی لئے اُس نے صلح کی بجائے آسمان کو چیلنج دیا ہے۔

ظفر علی خاں کے اوصاف

اگر ہم سے کوئی سوال کرے کہ مولوی ظفر علیخاں صاحب کس قماش کے آدمی ہیں تو ہم بلا تامل کہدینگے اُن کی اُردو اچھی اُن کی عبارت چست وہ رنگ بدلنے میں مشاق، وہ سیاسی لیڈران انتہا پسند میں ممتاز جگہ رکھنے والے ہیں۔ ہاں اُن کے دوسرے اوصاف گرامی دریافت کرنے ہوں تو آپ اُن لوگوں سے پوچھ لیں جنہوں نے طرابلس و بلقان کے فنڈوں میں چندے دیئے تھے اور جو شاکی ہیں کہ اُن کا روپیہ بغیر حساب و دیانت دار زمیندار کے پاکٹ بینک میں داخل ہوا۔ یا آپ اعتدال پسند سیاسی اخبار نویس منشی محبوب عالم صاحب سے پوچھ دیکھیں کہ جلتے ہوئے کارخانہ پیسہ اخبار کے قریب چند لوگ کیا سرگوشیاں کر رہے تھے۔ اور مالکان پیسہ اخبار کے قلب میں کیا کیا شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ پھر اگر آپ نے ابھی ابھی کی تازہ شہادتوں سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا ہو اور مولوی ظفر علیخاں صاحب کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا ہو تو آپ ہمارے اس مضمون کا دوسرا نمبر ملاحظہ فرمائیں۔ اور حضرت ظفر کی اپنی تحریروں سے نتیجہ نکالیں کہ وہ کس قماش کے آدمی ہیں۔

عذاب الٰہی

آج کا لیڈنگ آرٹیکل ہمارے ایک معزز نامہ نگار کی قلم سے ہے۔ یہ اُس سلسلہ مضامین کا پہلا نمبر ہے جو اپنی کشش قلم پر ناز کرنے والے ظفر علی خاں کے مقابل انشاء اللہ بطور اتمام جاری رہیگا۔ ہمارے نامہ نگار کا ارادہ ہے کہ آفتاب کے منتظر ستارہ صبح کو نیر عالمتاب کی کرنوں کے ذریعہ اُس کے آخری منٹ قریب ہونیکا پیغام دیں اور انشاء اللہ وہ آئندہ نمبروں میں بتائیں گے "عذاب الٰہی" کن پر؟ کیوں؟ کسطرح؟ اور کب آتا ہے۔ خدا کرے کہ ظفر علی خاں اب بھی سنبھل جائیں۔ اور آسمان کو چیلنج دینے اور چاند پر تھوکنے کی عادت کو چھوڑ دیں۔

اس مضمون میں جو کچھ جناب ظفر علی صاحب کی شان مبارک میں مدح سرائی کی گئی ہے وہ عطائے تو بہ لقائے تو کے اصول کو مد نظر رکھ کر کی گئی ہے اور ان الفاظ کا بیشتر حصہ وہی ہے۔ جو ان کے اپنے قلم سے نکلا۔ اور ہم تک پہنچا ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ ہمارے نامہ نگار صاحب کو معذور سمجھا جائیگا۔

ایک نومسلمہ کی اپنے خاوند سے جدائی عدالت نے کرائی

تھوڑا ہی عرصہ ہوا بلاسپور (صوبہ متوسط) کے ایک وکیل بابو دینبد رناتھ صاحب کی ایک جوان لڑکی اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئی اور اس کے بعد اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس درخواست دی کہ میرے شوہر سے جو ہندو ہے دریافت کیا جائے کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے یا نہیں۔ اگر مسلمان ہو جائے تو میں اس کی بیوی اور وہ میرا خاوند لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہو تو میری اس سے جدائی کرائی جائے۔ عدالت کی طرف سے اس بات کے دریافت کرنے کے لئے اس کے شوہر کے پاس سمن گیا جس کی اس نے تعمیل کر دی۔ لیکن مقررہ تاریخ پر حاضر عدالت نہ ہوا اس پر مجسٹریٹ صاحب نے یکطرفہ کارروائی کی اور اُس کی علیحدگی کا حکم دے دیا۔

غیر مذاہب کی عام مستورات کے لئے عموماً اور شادی شدہ کے لئے خصوصاً اسلام لانے میں یہ ایک بہت بڑی روک حائل ہے کہ وہ اپنے خاوند اور دیگر رشتہ داروں کے تشدد و ایذا رسانی سے ڈرتی ہیں کہ وہ انھیں اپنے آبائی مذہب کے پابند رہنے پر مجبور ہوا کرتی ہیں اور ایسا کرنے پر وہ مذہبی طور پر مجبور بھی ہیں۔ کیونکہ ان کا مذہب ایک غیر مذہب کی عورت کے ساتھ تعلقات زن و شو قائم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اُمید رکھنی چاہیے کہ اس قسم کے واقعات جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس روک کو ہٹا دیں گے۔ اور غیر مذاہب کی مستورات کے لئے مسلمان ہونے میں کسی قدر آسانی پیدا ہو جائے گی۔

(بقیہ نوٹ بسلسلہ صفحہ ۳)

چھڑا یا جو اپنا سیب سمجھ کر اُٹھا کے آتا تاگا ایک سمت میں جھاڑیوں کے اندر غائب ہو گئی۔ اور آخر تلاش کے بعد دو دن گذر رہنے پر اسکو مار گیا۔ زخم کو اسی وقت پانی اور صابن سے اچھی طرح دھو کر ہم نے آدمی وزیر آباد دوڑا دیا تاکہ وہاں سے ایک مقامی طبیب ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع کرے۔ اور کہے کہ کوئی تریاق لے کر فوراً آجائیں۔ تاکہ زخم جلایا جا سکے۔

ڈاکٹر صاحب کوئی آدھ گھنٹہ میں آگئے اور زخم اچھی طرح سے جلا دیا۔ اسوقت انکے مشورہ سے رائے یہ قرار پائی کہ کسولی جا کر وہاں کے مشہور معروف شفاخانہ سگ گزیدگان میں علاج کرانا چاہیئے۔ چنانچہ حکومت عالیہ کو تار دیا گیا اور یہ ہز آنر سر مائیکل اوڈائر کی بے انتہا نوازش ہے کہ دو گھنٹہ میں کسولی روانہ ہونے کی اجازت آگئی "

رسول کریم کی پیشگوئیوں کے مکذب کون ہیں؟

ہم یا ہمارے مخالفین؟

کچھ عرصہ ہوا امرتسری مولوی ثناء اللہ صاحب ڈیرہ غازیخاں گئے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلا۔ مقامی معاصر فاروق......... کے رپورٹر نے برعایت اختصار واقعات کو قلمبند کیا۔ اور ضمناً بعض اعتراضات کا دفعیہ بھی کر دیا۔ اس کے متعلق آریہ گزٹ نے اپنی خوش فہمی کا ثبوت دیا۔ اسپر مولوی ثناء اللہ بھلا کب خاموش رہنے والے تھے بولے اور مشہور کبڑی عورت کی مثال جو خود ان کے حال زار پر صادق آتی ہے پیش کر کے لکھتے ہیں کہ:۔

"یہی حال ہماری قادیانی جماعت کا ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں غلط ہوتے پر یہ جواب نہیں دیسکتے کہ صحیح ہوئی ہیں......... البتہ اُن کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اور نبیوں پر بھی اعتراض ہو۔ تاکہ مسلمان خاموش ہو رہیں۔" (اہلحدیث ۱۷ اگست ۱۹۱۷ء)

اس کے متعلق ہم صاف بتلائے دیتے ہیں کہ ہم احمدیوں کی یہ کوشش ہرگز نہیں ہوتی کہ کسی بھی نبی کی پیشگوئی پر اعتراض کریں کیونکہ احمدی جماعت کے قیام کی غرض ہی انبیاء علیہم السلام کے پاک گروہ کی نسبت جو بدظنیاں اور غلط فہمیاں بوجہ بُعد زمانہ نبوت پیدا ہو گئی تھیں ان کو دور کرنا ہے۔ لیکن وہ قوم جس نے صرف نبوۃ اور رسالت کا نام سنا مگر کسی نبی کو نہ دیکھا تھا اور جب اُن کو نبی دیا گیا تو اپنی شومی قسمت سے اس نبی کی تکذیب کے لئے کھڑی ہو گئی۔ وہ بوجہ اپنی ناواقفیت کے ایسے ایسے اعتراضات کرتی ہے جو خود اس کے مسلمہ انبیاء پر پڑتے ہیں اور جن کو صحیح ماننے سے اس کے مانے ہوئے انبیاء کی نبوت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ایسے ایسے واقعات اور معجزات اور خوارق گھڑ لئے گئے ہیں جن کا کتاب اللہ میں کہیں ذکر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس بدقسمت قوم کو خدا نے ایک نبی بھیجکر انبیاء کی اصل شان سے مطلع کرنا چاہا تو بجائے اس کے کہ اس قسم کے فقیہی اور فریسی اس کو قبول کرتے اپنے غلط خیالات کو چھوڑتے اُلٹے اپنے انہی لایعنی خیالات پر اڑ گئے۔ اور اپنے سے پہلے ائمۃ الکفر کی طرح کہنے لگے وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا۔ او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منھا وقال الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا (۲۵-۸-۹)

اور کہا اُن لوگوں نے کیا ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں (اگر یہ رسول ہے تو) کیوں نہیں اسپر فرشتہ نازل ہوا جو اس کے ساتھ ہو کر لوگوں کو ڈراتا (ہمارے معترض کہتے ہیں کہ مرزا صاحب جو مہدی ہیں تو کیوں آسمان سے آواز نہیں آئی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی) اور کیوں اس کے پاس خزانہ اور باغات نہیں۔ (کہتے ہیں اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہیں تو کیوں اپنے لوگوں کو مال بکثرت نہیں بانٹے۔ ہم تو مسیح موعود کی آمد کی انتظار پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔) اور ظالموں نے یہ بھی کہا کہ تم پیروی نہیں کرتے۔ مگر چالباز اور فریبی کی (دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کو بھی اس زمانہ کے فقیہوں کی طرف سے یہی مذموم خطابات ملے ہیں)

ہمارے مخالفین چونکہ ایک جلیل القدر نبی اور برگزیدہ انسان پر بوجہ اپنی روحانی علم بصیرت کے اعتراض کرتے ہیں اس لئے وہ اعتراضات بالواسطہ ان تمام انبیاء پر پڑتے ہیں جن کو وہ بھی راستباز یقین کرتے ہیں۔ لیکن احمدی جماعت ان لوگوں کو ان کے غلط خیالات سے متنبہ کرنے کے لئے صاف صاف کہ رہی ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ تمہارے ناوک اعتراضات کا ہدف صرف مسیح موعود ہی نہیں بلکہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام ہیں جن کے مقدس ناموں کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے معزز اور پر عقیدہ الفاظ لگاتے لگاتے آپ لوگوں کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کا گذشتہ انبیاء سے اخلاص اور محبت ایک نادان دوست کی مثال کا مصداق ہے کیونکہ ایک طرف تو آپ ان میں سے بعض کو ان کی بعض صفات کے لحاظ سے خدا کے ساتھ جا ٹکراتے ہیں اور دوسری طرف بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ ان پر ایسے ایسے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دینے میں باک نہیں کرتے۔ جن سے ان کی شان بلند اور ارفع ہے۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ تم انبیاء کی اصلیت۔ حقیقت۔ اور غایت بعثت سے محض ناآشنا اور بے علم ہو چکے ہو۔ اور یہی بات متقاضی تھی کہ خدا کوئی نبی مبعوث فرماتا چنانچہ خدا نے ایسا ہی کیا۔ مگر آپ لوگوں نے اسی نبی کو گذشتہ انبیاء پر اعتراضات کا ایک واسطہ اور ذریعہ بنا لیا۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی نظیریں کیوں پیش کی گئیں۔ بات یہ ہے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت اقدس کی بعض ان پیشگوئیوں کی تغلیط اور تکذیب کی جن کے بعض حصے باوجود اہل عرفان کی نظر میں پورے ہونے کے اپنے اندر اخفاء کا پہلو اور استعارہ کا رنگ نمایاں رکھتے ہیں تو معارضہ میں کہا گیا کہ اگر آپ کا یہی طرز استدلال ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کے متعلق جو استعارہ کے رنگ میں ہیں اور جو اخفاء کا پہلو بھی رکھتی ہیں جمہور مدعیان اسلام ان پیشگوئیوں کی صداقت پر ایمان بھی لاتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ اور آپ کیا آنحضرت صلعم کی نبوت کی بھی تکذیب کریں گے۔ یہ بات صاف ہے کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت بالواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ نے پیشگوئیاں کیں جو پوری ہوئیں اور آئندہ ہونگی مگر پورے ہونے کی صورتیں الگ الگ ہیں۔ بعض صاف صاف۔ بعض پردہ اخفاء کے ساتھ میں جب آپ حضرت جری اللہ کی ان پیشگوئیوں کی

بنا پر پوری تو ہوئی ہیں مگر اخفا کا رنگ رکھتی ہیں۔ آپ تو کیا وجہ ہے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پیشگوئیوں کا بھی مکذب سمجھا جاتے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں بھی ایسی ہی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری اس گرفت پر ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ:-

"ہم آریہ گزٹ کی معرفت قادیانی پارٹی یا جو بھی اس بات کا قائل ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی غلط ہوئی نوٹس دیتے ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں کو ذرا تفصیل سے مع صحیح حوالہ کے نقل کریں۔ اگر غلط ہو گی تو فی پیشگوئی یکصد روپیہ ہم انعام دیں گے"

(اہلحدیث ۳۔ اگست ۱۹۱۷ء)

مولوی صاحب کی فراخ حوصلگی تو دیکھئے اپنا مقام ہمیں عنایت فرماتے ہیں اور اس طرح ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا مکذب ٹھہراتے ہیں حالانکہ مولوی صاحب خوب جانتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی پیشگوئی کے مکذب نہیں بلکہ مصدق ہیں۔ کافر نہیں بلکہ مومن ہیں ہم کب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی غلط ہوئی۔ ہم تو خدا کے فضل اور اسی کے احسان سے اس حقیقت پر قائم ہیں کہ جس قدر بھی پیشگوئیاں آپ نے بیان فرمائیں وہ جس طرح خدا نے چاہا پوری ہوئیں لیکن یہ نہیں کہ سب کی سب اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق ہی ظہور میں آئی ہوں بلکہ ان کے ظاہری الفاظ کو استعارہ قرار دے کر اصل مطلب اور سمجھا گیا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا کہ تم میں سے پہلے وہ فوت ہو گی جس کے لمبے ہاتھ ہوں۔ ان الفاظ سے امہات المومنین نے یہ سمجھا کہ ہم میں سے پہلے وہی وفات پائیگی جس کے ظاہرا لمبے ہاتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ اور چونکہ حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب لانبے نکلے اس لئے ان کے متعلق سمجھا گیا کہ وہی پہلے وفات پائیگی۔ لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو حقیقت ظاہر ہوئی کہ لمبے ہاتھ سے مراد ہاتھوں کی لمبائی نہ تھی بلکہ سخاوت مراد تھی

اس سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اپنے ظاہرا الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ ان الفاظ پر استعارہ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ پردہ اس وقت اٹھا جب پیشگوئی ظہور میں آچکی۔ ورنہ پہلے اسے کوئی نہ اٹھا سکا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ اٹھایا۔ اور اپنے سامنے امہات المومنین کو ہاتھ ناپنے اور حضرت سودہؓ کے فوت ہونے کی رائے قائم کرنے دی اسی طرح کی اور پیشگوئیاں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ ہر ایک پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق ہی ظہور میں نہیں آتی بلکہ بعض کے الفاظ بطور استعارہ کے ہوتے ہیں اور ان کا مطلب کوئی اور نکلتا ہے جو ظاہرا طور پر اس کے پورا ہونے سے پیشتر نہیں سمجھا جا سکتا

مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت مسیح موعود کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض ہے وہ بھی چونکہ از قبیل استعارہ اور مجاز ہیں۔ اس لئے ان کو منہاج نبوت سے آگاہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی قسم کی پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ مگر آپ بکمال چالاکی سے بجائے اس اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے اور اس صداقت کو تسلیم کرنے کے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعض پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارہ سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تم لوگ آنحضرت کی پیشگوئیوں کا غلط نکلنا مانتے ہو لہٰذا ایسی پیشگوئیاں پیش کرو حالانکہ ہم تو کسی پیشگوئی کو بھی غلط نہیں مانتے پھر باوجود ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا مکذب ٹھہرانے کے مولوی صاحب کو ایک خطرہ بھی محسوس ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں جو استعارہ کا رنگ رکھتی ہیں اور اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق ظاہر نہیں ہوئیں ان کو گویا سمجھا جائیگا اس کے متعلق آپ نے پیش بندی کی ہے اور لکھ دیا کہ:-

"ان حدیثوں میں ایسے لفظ ملیں گے جو اپنے معنی کے لحاظ سے قادیانی دعوے کی تردید کریں گے"

ہماری طرف کیا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے یہ کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی غلط ہوئی" حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میں کچھ بھی دیانت اور شرافت کا مادہ ہے تو اس کا ثبوت پیش کریں۔ اور ہماری کوئی ایسی تحریر بتائیں جس میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی پیشگوئی کے متعلق لکھا ہو کہ وہ "غلط ہوئی" لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور یقیناً نہیں کر سکتے تو انھیں جھوٹے الزام کی وعید کو ڈرنا چاہیئے۔ اور ہماری طرف سے یہ سن رکھنا چاہیئے کہ

برو ایں دام را جائے دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

ہاں انھیں اس بات کا نوٹس ان لوگوں کو دینا چاہیئے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ امید ہے مولوی صاحب ان کو خوب جانتے پہچانتے ہونگے۔ اور اگر نہ جانتے ہوں تو ایڈیٹر آریہ گزٹ کی معرفت دریافت کر لیں۔ لیکن اگر انھوں نے ایسا نہ کیا یعنی ان لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی نسبت دعوے کرتے ہیں۔ کہ غلط نکلیں۔ انھوں نے مباحثہ کا چیلنج نہ دیا۔ اور ان کے سامنے یہ ثابت نہ کیا کہ

"سچے نبی کی پیشگوئی انہی الفاظ میں پوری ہوا کرتی ہے جن میں نبی بیان فرماتے ہیں"

تو انصاف پسند لوگ سمجھ لیں گے کہ مولوی صاحب کا ہماری طرف ایک غلط دعویٰ منسوب کرنے اور اس پر چیلنج دینے کا کیا مطلب تھا۔

باقی رہا یہ -کہ "ان حدیثوں میں ایسے لفظ ملیں گے جو اپنی معنی کے لحاظ سے" یہ ثابت کر دیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی (نہ کہ یہ کہ ہر ایک پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے عین مطابق پوری ہوئی ہے۔) تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض ہے اور جن کو آپ غلط سمجھتے ہیں۔ ان میں

خطبہ جمعہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
(فرمودہ ۱۰ - اگست سنہ ۱۹۱۷ء)

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (۲-۲۶۳)

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے چلی آتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ترقی مدارج کے لئے زیادہ سے زیادہ سامان پیدا کرتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی بات کا محتاج نہیں وہ غنی ہے۔ ہاں لوگ اس کے محتاج ہیں۔ پس وہ بندوں کو اگر کوئی کام کرنے کا موقع دیتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اسکو ضرورت ہے۔ بلکہ وہ ان پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ اس سنت کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی آتے رہے ہیں۔ اور وہ دو قسم کے تھے......

اول وہ جو ایک ستون کے طور پر ہوتے تھے کہ عمارت کے قیام اور سہارے کے لئے ان کو نیچے کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام وغیرہ ان کے سپرد صرف جماعت کو سنبھالنے کا کام ہوتا تھا۔ لیکن جو دوسری قسم کے انبیاء ہوتے ہیں ان کو نئے سرے سے جماعت قائم کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے حضرت مسیح موعود ان کی ابتداء ایسی ہوتی ہے کہ دنیا ان کو دیکھ کر خیال نہیں کر سکتی کہ یہ لوگ بھی دنیا کے لئے کچھ مفید ثابت ہونگے مگر خدا ان کے ذریعہ دنیا کی حالت کو درست کر دیتا ہے۔ اور ان انبیاء کو کمزوری کی حالت سے بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس وقت دنیا معلوم کرتی ہے کہ خدا ہے۔ جس کے آگے کوئی کام ان ہونا نہیں۔

ثواب کا اعلیٰ موقعہ

ایسے انبیاء کے وقت ان کی امتوں کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے دین کی خدمت کریں۔ چونکہ وہ وقت تعمیر قوم کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو مقابلہ کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور وہی ثواب کا وقت ہوتا ہے۔ کیونکہ ابتداء میں جب کہ انبیاء کمزور نظر آتے ہیں جو لوگ ان کو قبول کرتے ہیں وہ سب انعام کے وارث ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتے ہیں اور پھر ایمان کے ساتھ ان کو روحانی طاقت و قوت ملتی ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اور انسان کا اس میں نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان خدا کی راہ میں خرچ کر کے ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو اور زیادہ ملتا ہے۔

صحابہ کرام کی مثال

صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے وطن کو چھوڑا ان کو ان کے وطن سے بہتر وطن ملا۔ مکان چھوڑے ان سے بہتر مکان ملے۔ بہن بھائی چھوڑے ان کو بہتر بہن بھائی ملے۔ اور انھوں نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا انھیں کروڑوں ماں باپ سے بہتر محبت کرنیوالے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ تو خدا کی راہ میں کچھ چھوڑنے والا ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کو بہت بہت بڑھ چڑھ کر واپس ملتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف من یشاء واللہ واسع علیم۔ خدا کے رستے میں جس طرح اور چیزیں خرچ کی جاتی ہیں اسی طرح مال خرچ کرنے کے بھی موقع پیش آتے ہیں۔ لیکن کسی کو مال پیارا ہوتا ہے۔ کسی کو جان عزیز ہوتی ہے۔ کسی کو عزت و آبرو کا پاس و لحاظ ہوتا ہے اس لئے مومن کی ہر طرح کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور جس طرح کا انسان ہو اس کی اسی طرح کی آزمائش ہوتی ہے۔ اگر کسی کو مال پیارا ہو تو وہ مال خرچ کرے۔ اگر کسی کو جان عزیز ہو تو وہ جان کو قربان کرے تاکہ معلوم ہو کہ اس کا ایمان اس قدر مضبوط ہے کہ خدا کی راہ میں پیاری سے پیاری چیز خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہوا کس قدر بڑھتا ہے

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- مثل الذین ینفقون (الآیۃ) وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی دانہ کھیت میں ڈالا جاتا ہے اور وہ دانہ سات بالیں نکالے اور ہر بال میں سو دانہ ہو گویا ایک دانہ سے سات سو گنا پیدا ہوا۔ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اسی پر بس نہیں۔ واللہ یضعف لمن یشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی بڑھا کر دیتا اور اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔ خدا کی طرف سے دینے میں بخل تو تب ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی ہو۔ واللہ واسع۔ اللہ بڑی وسعت بڑی فراخی والا ہے۔ اور پھر اللہ علیم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے۔ اگر کوئی کروڑ ورنہ گنے کا بھی مستحق ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کے خرچ کئے ہوئے کو اس کے لئے بڑھا کر دے گا۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب زمیندار دانہ زمین میں ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو بڑھا کر دیتا ہے تو جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا ضائع جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے کا تو کم از کم سات سو ملتا ہے اور اس سے زیادہ کی کچھ حدبندی ہی نہیں۔ اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی محدود ماننا پڑتا۔ جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔ اس لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو دانہ ملیگا۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا بھی ملجائے۔ تو خوب یاد رکھو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ضائع کرنا نہیں بلکہ بڑھانا ہے۔ حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے کہ اپنے مال کو وہاں جمع کرو جہاں کوئی چور چرا نہیں سکتا۔ اور غلہ کو وہاں رکھو جہاں کوئی کیڑا کھا نہیں سکتا۔ یہ حضرت مسیح نے اپنے رنگ میں اچھی بات کہی ہے۔ مگر قرآن کریم ان سے بڑھکر

کہتا ہے۔ اُنھوں نے صرف یہ فرمایا ہے۔ کہ تم اگر خدا کے خزانہ میں جمع کرو گے تو کوئی چرا نہیں سکیگا۔ لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم خدا کے خزانہ میں جمع کرو گے تو یہی نہیں کہ اس کو کوئی چرائیگا نہیں بلکہ تمہیں کم از کم سات سو گنا ہو کر ملیگا۔ اور اس سے زیادہ کی کوئی حدبندی نہیں۔ پھر حضرت مسیح کہتے ہیں کہ وہاں غلہ کو کوئی کیڑا نہیں کھا سکتا مگر قرآن کہتا ہے کہ صرف کیڑے سے ہی محفوظ نہیں رہتا بلکہ ایک سے سات سو گنا بڑھ بھی جاتا ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ابھی ہمارا زمانہ قربانی کا نہیں ہے۔ کہ جنگ کریں اور جان دیں۔ ہاں اس طرح جانی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کوئی محض اپنا وقت خرچ کرے محنت اُٹھائے۔ یا جس طرح ہمارے دو بزرگ کابل میں مارے گئے۔ یا بعض کو اپنے وطن چھوڑنے پڑے۔ اور وہ یہاں آکر آباد ہو گئے یہاں کے لئے برکتوں کا وعدہ ہے مگر اس میں اس طرح ہجرۃ کرکے آنا جس طرح مدینہ میں حکماً ہجرۃ کرنا پڑتی تھی فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ہجرۃ کرکے آئے تو اس کے لئے بہت برکت کا موجب ہوگا۔

پس خوب یاد رکھو اس وقت صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ اگر وہ بھی بند ہو گیا تو پھر کوئی رستہ نہیں جس سے تمہیں دین کی خدمت کے لئے بلایا جائے۔

حضرت صاحب نے ایک کام شروع کیا اس کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے کہ ہم نے جو دینی اور تبلیغی کام شروع کئے ہیں ہماری جماعت کا فرض ہے کہ چندوں سے اس کی مدد کرے۔ کیونکہ اس سے کہ آپ کے وقت میں بڑی خدمت روپیہ کا خرچ کرنا ہی ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود نے ان شرائط کے علاوہ جو شریعت نے مقرر کی ہیں مو صی چندہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جو شخص تین مہینہ تک چندہ نہ دے وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ تو آج کل جان نہیں مانگی جاتی۔ مہینہ کے بعد چندہ طلب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آج کل یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ غور کرو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک آدمی تھے۔ مگر خدا نے انکو کسقدر برکت دی اب آپ کے نام پر فدا ہونیوالے کتنے ہیں۔ اور دین کی خدمت کرنے والے کس قدر۔

اس میں شک نہیں کہ ہماری جماعت دین کی خدمت کے لئے جو کچھ کر رہی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑھ کر ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ اس قدر ہے۔ جس قدر کہ ہماری جماعت کو کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ کے لئے جس جدوجہد کی ضرورت ہے اس سے اب تک کام نہیں لیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ مگر کوئی ہونہار بروا اچھ کر یا نی دنیا چھوڑ دے کہ بس اب کیا کرنا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ پر لکھا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جب کہ جس طرح خدا ایک ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ایک ہی دین ہوگا۔ مگر غور کرو۔ کہ دنیا کے مقابلہ میں ہماری کیا تعداد ہے۔ پنجاب میں سینکڑوں گاؤں ایسے ہیں کہ وہاں کوئی احمدی نہیں۔ ہندوستان میں بہت کثرت سے گاؤں ہیں جہاں احمدیت کا کوئی نام تک نہیں جانتا۔ یورپ تو قریبًا سارا ہی خالی ہے۔ ہماری دوسروں کے مقابلہ میں وہ جو آٹے میں نمک کی مثال بیان کیا کرتے ہیں وہ بھی نہیں ہے تو ابھی ہماری مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ چھوٹا پودا جس کو ذرا سی طاقت سے بھی اُکھاڑ کر باہر پھینکا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ درخت بڑھ جاتا ہے تو پھر بڑی بڑی طاقتیں بھی اس کو اس کی جگہ سے جنبش نہیں دے سکتیں۔ اس لئے اس وقت بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ پس وہ اقرار جو ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کئے ان کے پورا کرنے کا اب وقت ہے۔ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی۔ ہم اسلام کی راہ میں صرف کریں گے اگر مال کی ضرورت ہوگی تو مال اگر جان مطلوب ہوگی تو اس کے خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جائیگا۔ اب جان کا وقت نہیں۔ ہاں مال کی ضرورت ہے۔ سو اس کے متعلق یہ مت خیال کرو کہ اگر خدا کی راہ میں صرف کرو گے تو وہ ضائع ہو جائیگا نہیں ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مثل الذین ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة کہ تم جو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں جائیگا۔ بلکہ بہت بڑھایا جائیگا۔

پس اس کام کی اہمیت اور عظمت کو سمجھو۔ اور خدا کی راہ میں قربانی کرو۔ اگر تم پوری طاقت اور کوشش سے اس راہ میں قدم نہیں بڑھاؤ گے تو جو کچھ اب تک کر چکے ہو وہ بھی ضائع ہو جائیگا۔ اب یہ درخت زمین سے کسقدر بلند ہو گیا ہے مگر تم نے اس سے بے اعتنائی کی تو ضائع ہو جائیگا۔

دوسروں کی نسبت ہماری ذمہ داری

پس دوسروں کی نسبت ہماری حالت خطرناک ہے۔ ہمارے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ دنیا نے اس خدمت کو رد کیا مگر خدا نے اسے ہمارے سپرد کیا۔ پس ایسا نہ ہو کہ ہم نالائق ثابت ہوں۔ اب بیٹھنے کا وقت نہیں اور نہ ہی پیچھے ہٹنے کا وقت ہے۔ ہم جو قدم آگے بڑھاتے ہیں اس کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے۔ اور جتنے بڑھتے ہیں ہمارے پیچھے کوئیں کھود دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔

ہم اسی قدر کوشش اور سعی کرنے کے ذمہ دار ہیں جس قدر ہم کر سکتے ہیں نہ زیادہ کا ہم سے مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ آگے اللہ تعالیٰ خود ذمہ دار ہے۔ ہماری جماعت کو یہی حکم ہے کہ جس قدر وہ کر سکے دین کی راہ میں خرچ کرے۔

قادیان کی جماعت

اس وقت سب سے پہلے میری مخاطب قادیان کی جماعت ہے کیونکہ وہ ان برکتوں سے حصہ لینے والے لوگ ہیں جو قادیان میں رکھی گئی ہیں۔ اور وہ بہت فیضان حاصل کرتے ہیں دین کی معرفت کی باتیں جو انھیں معلوم ہوتی رہتی ہیں وہ دوسروں کو نہیں۔ سلسلہ کی دینی سیاست کے متعلق جو یہاں کے احباب سے مشورے لئے جاتے ہیں وہ باہر کے دوستوں سے نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے جسمانی برکات سے زیادہ حصہ یہاں کی جماعت کے لوگ پاتے ہیں۔ وہاں ضروری ہے کہ دین کی خدمات میں بھی یہ باہر کے لوگوں سے زیادہ حصہ لیں۔ اور زیادہ قربانی کرکے دکھلائیں۔ پس چاہیئے کہ یہ لوگ باہر کے لوگوں کے لئے نمونہ بنیں۔ میں نے قرضہ صدر انجمن کے لئے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جماعت کو توجہ دلائی تھی سو خدا کے فضل سے وہ قریبًا قرضہ اتر گیا ہے۔ لیکن ایک حصہ اور ہے جو توجہ چاہتا ہے۔

اشاعت اسلام

یہاں پر جو کام ہو رہے ہیں ان کے دو حصے ہیں ایک تو وہ جو قادیان ہی میں جاری ہیں۔ مثلاً لنگر۔ مدرسہ ہے۔ ریویو ہے۔ وغیرہ۔ یہ سب کام صدر انجمن کے سپرد ہیں دوسرا کام بیرونی تبلیغ ہے۔ یہ ترقی اسلام کے سپرد ہے تبلیغ کا کام بڑے پیمانہ پر وسیع ہو رہا ہے۔ اس لئے ترقی اسلام کی انجمن مقروض ہوتی جا رہی ہے۔ باہر نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ ان کے لئے ابتداً خرچ کی ضرورت ہوگی پھر خدا کے فضل سے ان پر خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہیگی۔ اور وہ نہ صرف اپنا خرچ آپ برداشت کریں گی بلکہ دوسروں کے لئے خرچ کرنے میں مدد دینگی انگلستان مارشیس۔ سیلون۔ سرالیون میں اس وقت جماعتیں بن رہی ہیں۔ اور جنگ کی وجہ سے ہمارے جو دوست ایران میں ہیں ان کے ذریعہ وہاں بھی بیج بویا گیا ہے۔ بصرہ میں بھی جماعت قائم ہو گئی ہے ان کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ مگر یورپ کے عیسائی یا آریہ یا غیر احمدی وغیرہ لوگ تو حضرت مسیح موعود کا نام پھیلانے کے لئے خرچ کرنے نہیں آئیں گے اگر کوئی خرچ کریگا تو وہ احمدی جماعت کے لوگ ہی ہونگے۔ تو ضروریات بڑھتی جا رہی ہیں خدا کے کام ہو کر رہیں گے۔ مگر جو تم خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں ہوگا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہوا ضائع ہو جائیگا وہ غلط خیال رکھتا ہے۔ اور اسی کے لئے بہتر تھا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا! اس کی موت اس کی ایسی زندگی سے بہتر ہے۔ مومن خدا کی راہ میں خرچ کر کے ایک کے بدلے میں کم از کم سات سو پائیگا۔ یہ جہان ختم ہو جائیگا۔ مگر اگلا جہان ختم ہونے والا نہیں اس لئے خدا کے انعام بھی ختم ہونے والے نہیں۔ وہ شخص جو اس دنیا میں خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے دریغ کرتا ہے مال اس کے کام نہیں آئیگا۔ جب دفن کر کے آئیں گے تو خزانہ بھی اس کے ساتھ دفن نہیں کر دیں گے۔ اور اگر ایسا کر بھی دیں تو اسے فائدہ کیا ہو سکتا ہے۔

پس سوچنا چاہئے کہ وہ وقت جبکہ ماں باپ بہن بھائی تک جواب دیدیں گے اور ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی اس وقت اگر کام آئیگا تو یہی اپنا خرچ کیا ہوا۔ جو کہ خدا کی طرف سے بے شمار ہو کر واپس ملیگا۔ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ (۳۴- ۳۵ و ۳۶) وہ ایسا وقت ہوگا کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا۔ ہر ایک شخص اپنی فکر میں ہوگا۔ پس دین کی خدمت کی طرف توجہ کرو۔ میں نے تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت کا ایک سو آدمی سو سو روپیہ دے۔ تاکہ تبلیغ ولایت کا کام چلے چنانچہ احباب نے دیدیا۔ اب وہ روپیہ ختم ہو گیا ہے۔ اور ضروریات درپیش ہیں۔ پس یہاں کے لوگ بھی جلسہ کریں اور باہر کی جماعتیں بھی جلسہ کریں۔ اب فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں جس قدر خرچ کر سکتے ہو کرو ورنہ وقت آئیگا کہ لوگ خرچ کرنا چاہیں گے مگر ان کے لئے خرچ کا موقعہ نہیں ہوگا۔ ابتداءً ہی انعام کا موقعہ ہوتا ہے۔ آج تو ہم دین کے لئے مانگتے جاتے ہیں۔ پھر لوگ دینے آئیں گے مگر لینے والوں کو ضرورت نہ ہوگی۔ تو سب سے پہلے قادیان کی جماعت نمونہ دکھلائے۔ جہاں تک ہو سکے کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس کام کی اہمیت کو سمجھ لیں۔ یہ خطرناک وقت ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں اس میں کامیاب ہونے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے کامیابی کا منہ دکھائے۔ آمین۔

مساوات زوجین

عورت و مرد میں مساوات کا سوال آجکل خاص اہمیت رکھتا ہے عورتوں اور عورتوں کے وکلاء مردوں کی طرف سے بہت شور برپا کیا جاتا ہے۔ کہ مردوں کے ہاتھ میں چونکہ سب اختیارات ہیں۔ اس لئے سب حقوق پر انہیں نے دست تصرف دراز کر رکھا ہے۔ اسلئے مرد خود فائدہ میں رہتے ہیں اور عورت کو گھاٹے میں رکھتے ہیں۔ ہم بھی اس بات کے تو قائل ہیں کہ عورتوں کے بعض حقوق ضرور تلف ہو رہے ہیں اور ان حقوق کا واپس دلانا یا ان کی نگہداشت کرنا نہایت ضروری ہے لیکن اس زمانہ میں اس سوال کو جس قدر وسیع کر دیا گیا ہے اس کو ہم ہرگز نظر استحسان سے نہیں دیکھتے نہ ہم اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کہ عورت ایشیا میں ایک غلام کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایشیا میں عورت اپنے گھر کے انتظام میں ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے جیسی کہ یورپ میں بلکہ اس سے بھی بڑھکر اور اپنے خاوند کی عزت میں اس کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر کی بیوی جو طب کا ایک حرف نہیں جانتی ڈاکٹرنی صاحبہ کہلاتی ہے۔ ایک پنڈت کی زوجہ پنڈتانی اور مولوی کی زوجہ مولویانی اور منشی کی زوجہ منشیانی۔ حالانکہ ان سب مردوں نے کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد یہ رتبہ حاصل کئے ہوتے ہیں اور ان کی بیویوں نے اس کیلئے کوئی محنت نہیں کی ہوتی صرف وہ اس عزت میں اپنے خاوند کے تعلق کی وجہ سے شریک ہو گئی ہیں مگر ایک ڈاکٹرنی کا خاوند ڈاکٹر اور ایک منشیہ کا خاوند منشی اور ایک عالمہ کا خاوند عالم کبھی نہیں کہلاتا عورت اپنی عزت اور اپنے رتبہ کی واحد مالک ہوتی ہے۔ اور کسبی رتبوں کے ساتھ ہی یہ بات متعلق نہیں بلکہ وہبی رتبوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہر بادشاہ کی بیوی ملکہ بیگم ہے۔ لیکن ہر ملکہ کا خاوند بادشاہ نہیں۔ اب اسی قسم کا ایک تازہ سوال پیدا ہوا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ایک نیا خطاب تجویز کیا ہے جو عورتوں کو ان کی خدمات کے بدلے میں ملیگا۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جس طرح مردوں کو سر کا خطاب دیا جاتا ہے۔ عورتوں کو ڈیم کا خطاب دیا جاوے۔ نئے خطاب کے الفاظ یہ ہونگے۔ "ڈیم گرینڈ کراس" یا "ڈیم کمانڈر"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جن عورتوں کو یہ خطاب ملیگا ان کے خاوند اس طرح سر کہلائیں گے۔ جس طرح ان مردوں کی بیویاں جو سر ہوں لیڈیز کہلاتی ہیں۔ ڈیلی میل کے ایڈیٹر کا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ڈیم کے خاوند معمولی مسٹر ہی رہینگے۔ کیا مساوات کے حامی اس تفاوت پر بھی غور کریں گے اور گورنمنٹ کی درخواست کریں گے کہ جس طرح عورت خاوند کی عزت میں شریک ہوتی چلی آئی ہے خاوند کو بھی عورت کی عزت میں شریک کیا جاوے۔

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ اخبار اگست میں ختم ہو چکا ہے ان کے نام سہ ماہی ششماہی۔ سالانہ حسب طریق ماسبق یکم ستمبر کا پرچہ وی پی ہوگا انشاء اللہ جو صاحب وی پی واپس کرینگے ان کے نام اس وقت تک کہ وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت

جماعت احمدیہ شملہ کے متعلق پیغامی کذب بیانی

پیغام مجریہ ۲۵ جولائی ۱۹۱۶ء میں مرہم عیسیٰ کی شملہ میں جھوٹی کامیابی کی خبر دیتے ہوئے نامہ نگار پیغام نے جماعت احمدیہ شملہ کو بدنام کرنے کے لئے صریح جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اگر ہمارے متعلق وہ خواہ مخواہ جھوٹ نہ لکھتا اور صرف غیر احمدیوں کے مقابل جھوٹی فتح کی خبر مشہور کرتا تو ہم خاموش رہتے اور سمجھ لیتے کہ اس جھوٹ پر کیا منحصر ہے ان کی تو عادت ہی ایسی ہے۔ لیکن جبکہ ہمیں بدنام کرنے کے لئے خواہ مخواہ صریح جھوٹ سے کام لیا گیا ہے تو ہم ان کے شیوہ قدیم کو کافی عذر نہیں سمجھتے۔ اس لئے اصل حقیقت کو پبلک کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ غیر مبائعین جو شملہ میں ہیں وہ بھی ضرور اس کذب کی تردید پیغام میں کردیں گے۔ کیونکہ یہ ایسا کذب صریح ہے کہ جس کا چھپانا ان کے لئے محالات سے ہے۔ اگرچہ وہ اس کام میں بڑے ہی مشاق ہیں۔

ایک غیر احمدی عورت کے جنازہ کی تقریب پر غیر احمدی اور غیر مبائعین میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے دعوے پر ذکر چھڑ گیا۔ غیر مبائعین نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر احمدی کہتے تھے کہ ضرور کیا ہے۔ آخر اس امر پر بحث ہونا قرار پایا۔ موقعہ بحث پر ہم میں سے بھی کچھ لوگ موجود تھے پہلے بہت سی زبانی باتوں میں بہت سا وقت گذر گیا آخر غیر احمدی مولوی نے مرہم عیسیٰ سے لغوی نبی کی تعریف پوچھی اور اس کا جواب قلمبند کیا گیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ لغوی نبی صرف خدا سے خبر پاکر بیان کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور یہ محدثیت ہے۔ نبوت نہیں۔ تب مولوی نے کہا کہ دیکھو یہ کتاب حقیقت الوحی ہے اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ تیرہ سو برس ہجری میں بجز میرے اس امت میں اور کوئی نبی نہیں ہوا صرف میں ہی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہوں۔ اگر مرزا صاحب کا منشاء لغوی نبوت کا تھا تو لغوی نبی تو اس امت میں بھی بیشمار ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ لغوی نبی تو یہ خود اور یہ سب لوگ ہیں پھر دیکھو مرزا صاحب کہتے ہیں:-

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام

پس کیا مرزا صاحب ان اقوال کے ہوتے ہوئے لغوی نبی ہو سکتے ہیں۔ پھر اس مولوی نے کہا کہ دیکھو طاعون کے متعلق مرزا صاحب اپنی کتاب دافع البلاء میں لکھتے ہیں کہ خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے اس لئے بچائیگا کہ تا ثابت ہو کہ یہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ یہاں رسالت کا دعویٰ ہے اور ساتھ ہی اپنے منکر مسلمانوں کو

وما دعاء الکافرین الا فی ضلال

کا مصداق قرار دیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ کافر ہیں۔ اب کیا یہ لغوی نبوت کا دعویٰ تھا جو منکروں کو "الکافرین" قرار دیا۔ اسی طرح مولوی مذکور نے حقیقت الوحی سے دکھایا کہ دیکھو اسی دافع البلاء میں نہ صرف امام حسین سے فضیلت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ اپنے آپ کو صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ نبی اللہ سے بڑھ کر لکھا ہے "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے" پس مرزا صاحب کا دعویٰ دراصل نبوت کا ہے نہ لغوی نبوت کا۔

اس کے جواب میں مرہم عیسیٰ نے کہا کہ حقیقت الوحی میں تو یہ نہیں لکھا کہ میں نبی ہوں بلکہ یہ لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص ہوں۔ سو نبی کا نام پانے سے نبوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کا نام تو ایسا ہی ہے جیسے ہم اپنے لڑکوں کا نام موسیٰ اور عیسیٰ رکھدیتے ہیں۔ اور اس زیر بحث عبارت سے پہلے ہی یہ لکھا ہے کہ یہ مجھ پر افترا ہے جو کہا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ رہا فضیلت کا دعویٰ سو مولوی صاحب بتادیں کہ جو شخص فضیلت کا دعویٰ کرے کیا وہ نبی ہوجاتا ہے۔ دیکھو صوفیائے کرام نے کیا کیا کلمات کہے اور تذکرۃ الاولیاء میں سے حضرت بایزید بسطامی کے یہ الفاظ پیش کئے جو انھوں نے فرمایا ہے کہ میرا جھنڈا رسول اللہ صلعم سے بھی بڑا ہے۔ اور شبلی کے الفاظ پیش کئے کہ وہ کہتے ہیں کہ انی رسول اللہ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد مولوی مذکور نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ ظاہر اور بین ہے۔ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں لوگ خود اندازہ کرلیں کہ نبی کا نام پانے کے کیا معنی ہیں۔ اگر اس کے معنی وہی ہیں جو مرہم عیسیٰ نے بیان کئے ہیں تو پھر تیرہ سو برس میں کسی اور کے اس نام کا مستحق نہ ہونے کے کیا معنی۔ رہا یہ کہنا کہ شبلی نے رسول اللہ کہا یا کسی اور نے ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے اس کا جواب صرف حقیقت الوحی کا وہی ایک حوالہ کافی ہے۔ جہاں مرزا صاحب اپنے سوا تمام اولیاء۔ ابدال اقطاب کے نبی ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے چاہے تم ہزار حوالے پڑھو۔ فضول ہے۔ بایزید کا اپنے جھنڈے کو رسول اللہ سے بھی بڑا کہنا حالت سکر کا کلام ہے۔ جس حالت میں وہ اپنے وجود کو بمعہ تمام موجودات کے اللہ ہی اللہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ فناء نظری کی حالت میں بجز خدا کے کوئی نظر آتا ہی نہیں۔ اس وقت وہ ایسی مستی کی حالت میں جو کہیں معذور ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے کلام سے کوئی دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد مولوی عبدالحق نے کہا کہ دیکھو حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ میری نبوت مجازی ہے۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ نبوت کا سلسلہ آنحضرت کے بعد سے کر قیامت تک جاری ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر ظاہر ہے کہ اس کا جواب بھی وہی ہے جو مولوی مذکور نے پہلے دیدیا ہے علاوہ ازیں بعض اور فروعی باتیں بھی ہوئی تھیں لیکن تمام بحث کا خلاصہ وہی ہے جو ہم نے اوپر نقل کردیا ہے۔ اس سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حق کیا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مولوی چونکہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے پورا واقف نہ تھا اس لئے وہ ضرور صفائی کے ساتھ تمام اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکا۔ بلکہ اس نے ازالہ اوہام سے نبوت کا ثبوت دینا شروع کردیا۔

حالانکہ ازالہ اوہام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں گیا اور ایسے ہی نبی کے لئے کتاب لانا شرط قرار دیتے ہو تو مرہم عیسیٰ نے انزل معہم الکتاب کی آیت پیش کی تو مولوی صاحب گھبرا گئے۔ اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مولوی صاحب پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے۔ مرہم عیسیٰ نے اصل سوال کو ٹال کر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اپنی زبانی چالاکی سے مولوی کو اپنے پہلو پر قائم نہ رہنے دیا۔ مگر جس قدر واقفکار وہاں تھے وہ سب جانتے تھے کہ اب یہ محض دھوکہ بازی ہو رہی ہے۔ جس کا باعث مولوی کی سادگی تھی۔ بس یہ حقیقت ہے مرہم عیسیٰ کی فتح کی۔

پہلا جھوٹ پیغام کا یہ لکھنا کہ مرہم عیسیٰ کی کھلی کھلی فتح کا یہ اثر تھا کہ بعض مباحثین نے مرہم عیسیٰ کی اقتدا میں وہیں نماز پڑھی۔ محض بے بنیاد ہے ہم لوگ تو وہیں یہ کہہ رہے تھے کہ مرہم عیسیٰ نے ایمانداری سے بحث نہیں کی۔ اور بے ایمانی کی فتح سے شکست بہتر ہے اس لئے یہ کس طرح ممکن تھا کہ ہم اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری جماعت میں سے بھائی عبدالرحمن صاحب نے نماز پڑھائی جن کے پیچھے تمام غیر مباحثین نے بھی نماز پڑھی۔ خدا جانے پیغام کا نامہ نگار مرہم عیسیٰ اور عبدالرحمن کے درمیان فرق کر سکتا ہے یا نہیں

دوسرا جھوٹ پھر پیغام میں لکھا گیا ہے کہ مباحثین نے غیر احمدیوں کو بہت سی مدد دی جو سراسر جھوٹ ہے۔ بلکہ واقعہ اس کے خلاف اس طرح ہے کہ ہم سے مدد طلب کی گئی۔ اور ہم نے اس خیال سے صاف انکار کر دیا کہ غیر مباحثین غلطی پر ہیں مگر احمدی کہلاتے ہیں اور مقابلہ غیر احمدیوں سے ہے۔ غیروں کے ساتھ ہو کر ان کی مخالفت کرنا مناسب نہیں۔ اگر ہم اس وقت غیر احمدیوں کی طرف سے مدد دینا شروع کر دیتے تو یہ یقینی بات ہے کہ خدا کے فضل سے صرف حقیقت الوحی کے حوالے سے ہی تمام فیصلہ ہو جاتا۔ اور آگے وہ ہم سے مباحثہ کر کے دیکھ ہی چکے ہیں کہ کس طرح صفائی سے فیصلہ ہوا تھا جس کے باعث آج تک وہ سہمے ہوئے ہیں۔

اگر یہ کہا جاوے کہ ہم نے حقیقت الوحی ان کو دی تھی یہ ان کی مدد ہے تو ہمیں اس سے انکار نہیں۔ لیکن اس صورت میں ہم نے پیغامیوں کی بہت ہی زیادہ مدد کی تھی کیونکہ ہم نے ان کو کئی کتابیں دی تھیں جن سے ختم نبوت کے مضمون پر بھی پوری روشنی پڑتی تھی۔

تیسرا جھوٹ مدمقابل امرتسر کا ایک مولوی تھا نہ کہ دو۔ جیسا کہ پیغام میں ظاہر کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقابلہ میں عبدالحق و مرہم عیسیٰ دو تھے اور دونوں یکے بعد دیگرے تقریریں کرتے اور مولوی مذکور کی باتوں کا جواب دیتے تھے

چوتھا جھوٹ مباحثہ جامع مسجد میں نہیں ہوا تھا بلکہ مسجد قطب خانساماں میں ہوا تھا مباحثہ کے اختتام پر مسجد مذکور کے متولی بابو عبدالعلی نے بہت سے چھپے ہوئے اشتہار اور رسالے حضرت صاحب کے خلاف لوگوں میں تقسیم کئے۔

غرض یہ ہے صحیح حقیقت مباحثہ کی۔ حیرانی ہے کہ ماسٹر محمد یعقوب خاں جو خود وہاں موجود تھے اور جنہوں نے ہمارے ساتھ شامل ہو کر بھائی عبدالرحمن صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھی ان کو اس قدر صریح جھوٹ لکھنے کی کس طرح جرأت ہوئی۔ ہمارے خیال میں اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ اس وقت ان کا دماغ قائم نہیں تھا۔ ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور میں کیا کر رہا ہوں۔ یا دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ اور ہمیں بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ (خاکسار برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ) ۱۲-اگست ۱۹۱۷ء

نظم

محمد گلستانِ سرِّ حق میں گل ہے مقصد کا

(از جناب قاسم علی خاں صاحب قادیانی (ایڈیٹر))

محالِ صانعِ قدرت ہے کیوں ثانی محمد کا
ہے ممکن نقش مطلق شکل امکانِ مقید کا

کوئی احمد میں دیکھے یہ تو انوار محمد کا
کہ ملتا ہے نشاں کامل مقلد میں مقلد کا

ازل سے راز سربستہ تھا عالم جس کی آمد کا
یہ عقدہ کھل گیا جب گل کھلا حسن محمد کا

ہمہ جو احد احمد میں ہے میم محمد کا
یہ گویا بند شیرازہ ہے قرآنِ مجلد کا

چمن زار دو عالم میں ہے پنہاں راز احمد کا
محمد گلستانِ سرِّ حق میں گل ہے مقصد کا

الٰہی ایسا دیوانہ بنا دے مجھ کو احمد کا
کہ آئے ذکر بھولے سے نہ پھر منصور و سرمد کا

کرے جو کوئی کامل اقتدا محمود احمد کی
تو بڑھتے بڑھتے وہ بن جائیگا سایہ محمد کا

تصور میں دھواں دل سے نکلتا ہو جو جگر کا
تو بنجاتا ہے نقشہ روضۂ والا کے گنبد کا

نہیں جی چاہتا نکلے دہن سے وہ لفظ باہر
چپٹ جاتے ہیں لب جب نام آتا ہے محمد کا

مٹا ایسا مجھے یارب رہ عشق محمد میں
رہے باقی نہ اک ذرہ نشان تک ہوئے مفرد کا

گھبراتا ہوں یارب کس طرح طے ہو رہ الفت
مقید بن گیا میرا کہ جو مصدر تھا افتد کا

الف الفت کی ہو جو ابتدا میں انتہا کا ہو
کتاب عشق میں آخر سبق بھی ہے تو ابجد کا

بنایا عشق نے ماتمکدہ سب دو شتم ایسا
جو مورد ہوں ملامت کا نشانہ ہوں ہر اک رد کا

بھلا احمد تو احمد ہیں غلام احمد کا چاکر ہوں
مگر اک لقب پایا ہے اس مومن نے مرتد کا

محمد پہ فدا ہو قادیانی جان و دل سے تو
بجز اس کے نہیں چارہ ترے عصیان بیحد کا

ہنگامۂ یورپ

جرمن سرکاری اعلان۔ ایک جرمن سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ ساحل پراسپرہ کے شمال و مشرق میں طرفین سے گولہ باری میں زیادتی ہوگئی ہے۔ بزنگے۔ سٹیڈن۔ ریلوے کے اس پار دشمنوں نے سہ پہر کو ایک اچانک مقامی سخت حملہ کیا۔ جس سے لینگ مارک ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ سخت جنگ کے بعد ہم نے اس موضع کے سامنے موڑ پر قبضہ کر لیا۔

غنیم کے حملے روکے گئے۔ ایک لاسلکی روسی سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ علاقہ سلائیک اور اسٹالکرک میں غنیم کے حملے مسترد کئے گئے۔ رومانیوں نے غنیم کو سوچیا کے شمال مشرق اور فوکسانی کی طرف شکست دے کر ہٹا دیا۔

بلجیم میں جرمنوں کی تعداد۔ رائٹر کا قائم مقام صدر مقام سے لکھتا ہے کہ بلجیم کو دشمن کی گرفت سے آزاد کر دیا جا رہا ہے۔ گو کہ مفتوحہ علاقہ وسعت میں کچھ زیادہ نہیں ہے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب بلجیم میں گنتی کے جرمن رہ گئے ہیں۔

ترکی حملہ ۱۶- اگست کی ایک روسی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کھارپوٹ کی طرف ہم نے بہت سی مواضعات پر قبضہ کر لیا۔ بنیہ پر ترکوں نے حملہ کیا اور ہم کو تھوڑا سا پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔

اسٹاکہام کانفرنس۔ اسٹاکہام کے ۱۷ اگست کے ایک تار میں مرقوم ہے کہ جلسہ کی کارروائی خفیہ ہوگی جلسہ کا پروگرام دو کمیٹیاں مرتب کرینگی ایک کمیٹی ہر ملک کے قائم مقاموں کی ہوگی۔ جلسہ میں فرانسیسی جرمن انگریزی اور روسی زبانیں بولنے کی اجازت ہوگی۔

امریکہ کا قرض ۔ ۱۹- اگست کا واشنگٹن کا ایک تار مظہر ہے کہ معتمد خزانہ نے تجویز کی ہے کہ ساڑھے سات ارب ڈالر کے بانڈ نکالے جائیں۔ جن میں سے ۴ ارب ڈالر اتحادیوں کو قرض دیا جائے۔

کرپ کے کارخانہ میں سٹرائک ۔ ۱۹- اگست کی ایمسٹرڈم کی تار مظہر ہے کہ میگڈبرگ میں کرپ کے کارخانہ کے ۷۰۰۰ مزدوروں نے اس وجہ سے سٹرائک کر دی ہے کہ انکے ایک لیڈر کو سٹرائک کے متعلق اشتہار بانٹنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔

فرانسیسی کامیابی کا اعتراف ۔ ۲۱- اگست کا ایک جرمن سرکاری کمیونیک مظہر ہے کہ وردون کے سامنے جو لڑائی ہوئی تھی اس کے شروع ہی میں بغیر لڑائی ہوئے فرانسیسیوں نے پہاڑی تالو پر جو دریائے میوز کے مشرق کی طرف واقعہ ہے قبضہ کر لیا تھا۔ اب ۱۴½ میل کے محاذ پر لڑائی بڑے زور شور سے ہو رہی ہے۔

وردون میں سخت جنگ ۔ ۲۱- اگست کی شام کو فرانسیسی صدر مقام سے رائٹر کا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ وردون کے تاریخی میدان جنگ میں فرانسیسیوں نے آج علی الصباح پھر لڑائی شروع کر دی۔ ۱۵ دن سے دریائے میوز کے دونوں کناروں پر ایڈو کورٹ سے لیکر بزانواکس تک جرمنوں پر سخت آتشباری ہوتی رہی آج صبح پیدل سپاہ دمدموں سے نکل پڑی۔ اور ۱۵ منٹ کے اندر پہلی لائن پر قبضہ کر لیا گیا۔ تمام ڈویژنوں سے کافی تعداد میں قیدیوں کی گرفتاری کی خبریں ملی ہیں

اطالوی محاذ ۔ ۲۰- اگست کی خبر ہے کہ اسٹائزو اور کارسو کے محاذوں پر ۶۵ میل کی لائن پر مسلسل آتشباری ہو رہی ہے جس میں برطانوی باتریاں بہت بہادری سے ساتھ دے رہی ہیں۔ جو حملہ اطالوی کر رہے ہیں وہ بہ نسبت اواخر مئی کے ۵ میل تک نشیبی علاقہ میں ترقی کر رہا ہے۔

رومانوی پسپائی ۔ ۲۰- اگست کا ایک روسی لاسلکی کمیونیک مظہر ہے کہ اوکنا اور اونیشتی کی طرف دشمن نے تابڑ توڑ حملے کئے اور رومانیون کو اوکنا کے جنوب و مغرب کے حدود کی طرف دھکیل دیا۔ گریز لنیشتی کے خط میں دشمن نے حملہ کر کے اسٹاکلیری کے کارخانہ پر قبضہ کر لیا۔ جنگ جاری ہے۔ فاکسانی اجوار ریلوے کے جنوب میں دشمنوں نے حملہ آوری کی صورت اختیار کی اور رومانیوں کو شرق کی طرف واپسی پر مجبور کیا۔ کوہ نواح میں پلم بلو مر کے جنوبی

ہندوستان کی خبریں

صاحب وزیر ہند۔ ایک سرکاری اعلان سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر مانٹیگو وزیر ہند ہز ایکسلنسی وائسرائے کے اصلاحات ہند کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ہندوستان آئیں گے۔

ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن۔ انڈین کانفرنس ریلوے ایسوسی ایشن کا جو سالانہ اجلاس ۱۵- اکتوبر کو شملہ میں منعقد ہونا قرار پایا تھا وہ اب ملتوی کیا گیا ہے موسم سرما میں دہلی میں ایک جلسہ منعقد کرنے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔

آریہ سماج لاہور کا اختلاف آریہ سماج وچھووالی لاہور کی کچھ عرصے دو پارٹیاں ہوگئی ہیں۔ اور ان میں سخت خانہ جنگی شروع ہے۔ مقدمہ بازی ہو رہی ہے آریہ سماج مندر مقفل ہو چکا ہے۔

خلیفہ عماد الدین صاحب کا انتقال۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے برادر جناب خلیفہ عماد الدین صاحب انسپکٹر سکولز جو کہ غیر احمدی تھے ۱۸- اگست ۷ بجے شام کچھ عرصہ عارضہ استسقاء سے بیمار رہکر فوت ہوگئے۔

خاموش مقابلہ۔ کراچی ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی نے مقاومت مجہول کی موافقت میں اپنی متفقہ رائے کا اظہار کیا اور اس کے مہیا کرنے کی سفارش کی ہے۔

اخبار نیو انڈیا کی نئی ضمانت ۔ ۲۰- اگست کو مسٹر بی کے فلانگ مع اپنے وکیل کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہوئے اور اخبار نیو انڈیا کی اشاعت کے متعلق درخواست پیش کی پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے دس ہزار روپیہ ضمانت طلب کی جو مسٹر فلانگ نے اسی وقت داخل کر دی۔

سالونیکا میں عظیم الشان آتشزدگی ۔ ۲۱- اگست کی ایتھنز سے آئی ہوئی خبر مظہر ہے کہ شہر کا دو تہائی حصہ تباہ ہوگیا ہے۔ اور ایک لاکھ آدمی بے خانماں ہوگئے ہیں

فرانسیسی ہسپتالوں میں آگ۔ جرمنوں نے وردون کی شکست یابی سے غصہ میں آکر آتشگیر بم کے گولوں سے تین فرانسیسی اسپتالوں میں جو زخمیوں سے بھرے ہوئے تھے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا (۱۴۴۹)